قسط (2)

اخلاق النبی ﷺ کے سنہرے واقعات

تحریر: جناب مولانا عبدالمالک مجاہد مدیر دارالسلام الریاض

ام خالد (رضی اللہ عنہا) کہاں ہے؟

بچی کا نام امۃ بنت خالد اور کنیت ام خالد تھی۔ یہ سیدنا خالد بن سعید بن العاصؓ کی صاحبزادی تھیں۔ قریشی خاندان سے تعلق رکھنے والے خالد بن سعید قدیم الاسلام اور ان خوش قسمت صحابہ میں سے تھے جنہیں حبشہ کی ہجرت نصیب ہوئی۔ امۃ بنت خالد حبشہ میں پیدا ہوئیں اور اپنا بچپن وہیں گزارا۔ ان کی والدہ کا نام امیمہ بنت خلف الخزاعیہ تھا۔ اس بیٹی نے بچپن میں حبشی زبان کے بعض کلمات بھی سیکھ لیے تھے، ان کے والد گرامی نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ حبشہ سے مدینہ منورہ کیلئے دوسری ہجرت کی۔ چھوٹی سی اس بچی کو اس کے والدین ام خالد کی کنیت سے پکارتے تھے۔

اللہ کے رسول ﷺ صرف اپنے صحابہ سے ہی نہیں بلکہ ان کے بچوں سے بھی محبت فرماتے تھے اور خاص مواقع پر انہیں یاد رکھتے تھے۔ بخاری شریف میں یہ واقعہ مذکور ہے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ ﷺ کے پاس کہیں سے کچھ کپڑے آئے۔ آپ ﷺ نے ان کو صحابہ کرام میں تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ ان کپڑوں میں ایک چادر بہت ہی خوبصورت تھی۔ سرخ اور پیلی کڑھائی والی یہ سیاہ ریشمی شال اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں میں لی اور صحابہ کرام سے پوچھا: (مَن ترون یَکْسُوھَا ھٰذِہِ الخَمِیصَۃَ) تم اس کپڑے کے پہننے کا زیادہ حق دار کسے سمجھتے ہو؟

صحابہ کرامؓ احتراماً خاموش ہیں، لیکن ذہنوں میں خیال تو پیدا ہوا کہ وہ کون خوش قسمت ہوگا جسے یہ خوبصورت جاذب نظر اور منقش کپڑا ملے گا۔ صحابہ کرامؓ آپؐ کے چہرہ اقدس کی طرف دیکھ رہے تھے کہ آپ کیا حکم صادر فرماتے ہیں اور یہ اعزاز کسے ملتا ہے؟ ارشاد فرمایا: (ایتُونِی بِأم خَالِدٍ) ''ام خالد کو میرے پاس بلا کر

لاؤ" ایک صحابی دوڑتے ہوئے گئے اور ان کے والد کو بتایا کہ اللہ کے رسول ﷺ ان کی بچی کو طلب فرما رہے ہیں۔ خالد بن سعیدؓ اپنی ننھی سی بیٹی کو اپنے ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے جلدی سے اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور ام خالد کو اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔

قارئین کرام! اللہ کے رسول ﷺ کے اعلیٰ اخلاق کو ملاحظہ فرمائیں، آپ چاہتے تو یہ کپڑا ان کے گھر بھی بھجوا سکتے تھے مگر آپ ﷺ اپنے مبارک ہاتھوں سے ام خالد کو یہ خوبصورت کپڑا پہنا رہے ہیں، اس بچی کی خوشی میں شریک ہو رہے ہیں صحابہ کرامؓ یہ منظر بڑے شوق سے دیکھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ انہیں پہنا بھی رہے ہیں اور اپنی زبان حق ترجمان سے یہ فرما بھی رہے ہیں: (هٰذَا سَنَايَا أُم خَالِدِ هٰذَا سَنَا) "ام خالد یہ کپڑا تمہیں بہت جچ رہا ہے، یہ بہت خوبصورت ہے۔ (سَنا) حبشی زبان میں خوبصورت چیز کو کہتے ہیں۔ چھوٹی سی بچی یہ تحفہ ملنے پر بڑی شاداں وفرحاں ہے۔ یہ ایک بہت بڑا اعزاز تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے انہیں کپڑا پہنایا۔ آپ ذرا تصور فرمائیں کہ ام خالد کو پوری زندگی یہ واقعہ بھولا تو نہ ہوگا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اسے بچپن میں یہ شال پہنائی تھی۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ اس بچی کو ایک اور تحفہ دیتے ہیں، آپ ﷺ فرماتے ہیں: (أَبلِی وَ أَخلِقِي) تم اس کے پرانا ہونے تک ایک لمبا عرصہ اسے پہنو یعنی لمبی عمر پاؤ۔ دوبارہ پھر یہی ارشاد فرمایا: (اَبلِی وَ اخلِقِي) تیسری مرتبہ پھر فرمایا: (أَبلِی وَ أخلِقِي) تم اسے پرانا کرو، بار بار پہنو اور لمبی عمر پاؤ۔ اللہ کے رسول ﷺ کی ام خالد کے حق میں یہ دُعا قبول ہوئی اور انہوں نے بہت لمبی عمر پائی۔

صحابیات میں سب سے آخر میں وفات پانے والی ام خالد ہی تھیں۔ ام خالد اللہ کے رسول ﷺ کے ہاتھوں تحفہ پا کر بڑی خوش ہے اور آپ کی پشت پر ابھری ہوئی مہر نبوت کی علامت کے ساتھ کھیلنا شروع ہو گئی۔ ام خالد کے والد اسے منع کر رہے ہیں، ڈانٹ رہے ہیں کہ ام خالد، بیٹی یہ کیا کر رہی ہو؟ مگر اللہ کے رسول ﷺ کی رحمت اور شفقت کو تو دیکھئے کہ آپؐ نے خالد بن سعیدؓ سے فرمایا: (دَعْهَا) "خالد اسے کھیلنے دو۔" ام خالد کا جب تک جی چاہا وہ اللہ کے رسول ﷺ کے جسم اطہر کے ساتھ کھیلتی رہیں۔

قارئین کرام! ذرا اس واقعہ کو ایک بار پھر غور سے پڑھیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کائنات میں سب سے مصروف ترین شخصیت تھے۔ مگر یہ آپ کا اعلیٰ اخلاق تھا، بچوں کے ساتھ محبت اور پیار تھا، ساتھیوں کی وفائیں اور ان کی قربانیاں اللہ کے رسول ﷺ کو یاد تھیں، آپ اپنے ساتھیوں کو اور ان کے گھرانوں کو اعزاز

دینا چاہتے تھے۔ اس لیے آپ ان کے بچوں کے ساتھ اس طرح کا التفات اور محبت کر رہے ہیں۔

ننھی سی ام خالد اور ان کے خاندان والوں کو اللہ کے رسول ﷺ کا دیا ہوا یہ اعزاز کبھی نہیں بھولا۔ ذرا اس باپ سے پوچھیں جب اس کی بیٹی کو اللہ کے رسول ﷺ اپنے دست مبارک سے یہ کپڑا پہنا رہے تھے، اس کی خوشی کی کیا حالت تھی۔ وہ بیٹی کیلئے آپ ﷺ کے ان الفاظ کو کیسے بھول سکتے ہیں: (هَذَا سَنَا يَا أُمَّ خَالِدٍ هَذَا سَنَا) ''ام خالد یہ بہت خوبصورت کپڑا ہے۔

قارئین کرام! یہ تھی ہمارے رسول ﷺ، ہمارے نبی، ہمارے ہادی اور ہمارے رہنما کے اعلیٰ اخلاق کی ایک جھلک......!

ام خالد بچپن سے ہی بڑی ذہین اور فطین بچی تھیں۔ غزوہ خیبر کے ایام میں دو بڑے بحری جہاز مہاجرین کو لے کر مدینہ آئے۔ انہی دنوں اہل اسلام کو خیبر کی فتح نصیب ہوئی تھی۔ آپ ﷺ کے چچازاد بھائی جعفرؓ بن ابی طالب بھی ان میں شامل تھے۔ مہاجرین جب وہاں سے آنے لگے تو نجاشی اپنے حاشیہ برداروں اور دیگر لوگوں کے ساتھ انہیں الوداع کرنے کیلئے آیا تھا۔ اس نے مسلمانوں کو وصیت کی کہ اللہ کے رسول ﷺ کو سب سے پہلے میرا اسلام کہنا نہ بھولنا۔ ام خالد بھی وہاں موجود تھیں۔ اس ذہین بچی نے اس بات کو یاد رکھا۔ اس کی خواہش تھی کہ اللہ کے رسول ﷺ کو سب سے پہلے نجاشی کا سلام وہی پہنچائے۔ آپ نے مہاجرین حبشہ کا استقبال کرتے ہوئے فرمایا تھا: (وَاللّٰهِ لَا أَدْرِي بِأَيِّهِمَا أَفْرَحُ، بِفَتْحِ خَيْبَرَ أَمْ بِقُدُومِ جَعْفَرٍ) ''اللہ کی قسم! مجھے پتا نہیں چل رہا کہ آج مجھے کس بات کی زیادہ خوشی ہے، خیبر فتح ہونے کی یا جعفر کے مدینہ آنے کی۔'' مگر ام خالد سلام والی بات کو نہیں بھولی اور انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو مسکراتے ہوئے نجاشی کا پیغام پہنچا دیا۔ ابن حجرؒ نے ''الاصابۃ'' میں ذکر کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس بچی کو پیار کیا اور اس کا نام ام خالد رکھا۔

مجھے یہ شادی منظور ہے

اللہ کے رسول ﷺ اپنے ساتھیوں سے نہ صرف بے حد محبت فرماتے تھے، بلکہ ان کے حالات و ضروریات کی بھی خبر رکھتے تھے۔ مسند احمد اور دیگر کتب حدیث میں روایت ہے کہ جلیبیبؓ ایک انصاری صحابی تھے جو مالدار تھے نہ خوبصورت، کسی بڑے قبیلے سے تعلق تھا نہ ہی کسی منصب پر فائز تھے، مگر ان کی ایک بڑی

خوبی یہ تھی کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ سے اور اللہ کے رسول ﷺ ان سے محبت کرتے تھے۔

قارئین کرام! قائد ہو تو ایسا کہ جو اپنے عام ساتھیوں کی بھی ضروریات کا خیال رکھتا ہو۔ایک دن اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے اس ساتھی کی طرف شفقت بھری نظروں سے دیکھا اور مسکراتے ہوئے فرمایا: (یَا جُلَیبِیبُ اَلَا تَتَزَوَّجُ) جلیبیب! تم شادی نہیں کروگے؟

جلیبیبؓ جواب میں عرض کرتے ہیں: اللہ کے رسولؐ! مجھ جیسے شخص سے اپنی بیٹی کی شادی کون کرے گا؟ اب ذرا اللہ کے رسول ﷺ کے اخلاق کریمہ کو ملاحظہ کریں کہ آپؐ اپنے اس فقیر صحابی کو کس قدر اہمیت دے رہے ہیں اور اپنی بات کو دہرا رہے ہیں کہ جلیبیب! شادی نہیں کروگے؟ وہ پھر جواباً عرض کرتے ہیں: اللہ کے رسولؐ! بھلا میرے ساتھ شادی کون کرے گا؟ نہ مال و دولت، نہ حسن و جمال نہ جاہ و منصب......!!

مگر رسالت مآب ﷺ کی نظر اس کے دنیاوی معیار پر نہیں بلکہ اس کی دینداری اور عمل پر ہے۔ آپ ﷺ تیسری مرتبہ پھر وہی الفاظ دہرا رہے ہیں کہ "جلیبیب! تم شادی نہیں کروگے؟ وہ جواب میں پھر اپنا وہی عذر پیش کرتے ہیں: اللہ کے رسولؐ! مجھ سے شادی کون کرے گا؟ میرے پاس مال و دولت نہیں، میرا خاندان کوئی معروف اور بڑا خاندان نہیں۔ میں خوبصورت بھی نہیں ہوں اور نہ ہی میرے پاس کوئی منصب ہے۔تب اللہ کے رسول ﷺ اپنے ساتھی کی مایوسی کو خوشی میں تبدیل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جلیبیب! فکر نہ کرو، تمہاری شادی میں خود کروں گا۔مجھ بے مایہ سے تعلق قائم کرکے کون خوش ہوگا، اللہ کے رسولؐ! نہیں جلیبیب! تم اللہ کے نزدیک بے قیمت نہیں ہو، تمہاری وہاں بڑی قدر و منزلت ہے۔

اسی دوران ایک دن آپ ﷺ نے فرمایا: جلیبیب! فلاں انصاری کے گھر جاؤ اور اسے کہو کہ اللہ کے رسول ﷺ تمہیں سلام کہہ رہے ہیں اور فرماتے ہیں: اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کردو۔

جلیبیبؓ خوشی خوشی اس انصاری کے گھر پہنچ جاتے ہیں دروازہ پر دستک دی، گھر والے اندر سے پوچھتے ہیں کون؟ جواب دیا: جلیبیب۔گھر والے کہتے ہیں: کون جلیبیب؟ ہم تو تمہیں نہیں جانتے۔گھر کے مالک انصاری صحابی باہر نکلے اور پوچھا: کیا چاہتے ہو، کہاں سے اور کس مقصد سے آئے ہو؟ جلیبیبؓ جواباً عرض کرتے ہیں: اللہ کے رسول ﷺ نے آپ لوگوں کو سلام بھیجا ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے سلام بھیجا ہے۔ارے! یہ تو میرے لیے بہت بڑی خوش قسمتی کی بات ہے۔خوشی سے سرشار ہو کر انہوں نے گھر

والوں کو بتایا۔ پورے گھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ پھر جلیبیب نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے تمہیں سلام کے ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر دو۔

صاحب خانہ نے یہ بات سنی تو سناٹے میں آ گئے۔ یہ شخص میرا داماد بنے گا؟ اس نے سوچا، نہ مال و دولت نہ خوبصورتی نہ بڑا خاندان۔ کہنے لگا: ذرا ٹھہرو! میں اپنے گھر والوں سے مشورہ کر لوں۔ صحابی رسولؐ گھر کے اندر گئے، اہلیہ کو بلایا اور رسول اللہ ﷺ کا پیغام سنایا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں: اپنی بیٹی کی شادی جلیبیب سے کر دو۔ یہ حسن اتفاق تھا کہ ساتھ والے کمرے میں پردے کے پیچھے ان کی بیٹی بھی ماں باپ کی گفتگو سن رہی تھی۔ ماں گویا ہوئی: جلیبیب کے ساتھ شادی کیسے کر دوں۔ اپنی بیٹی ایک ایسے شخص کے سپرد کر دوں جو خوبصورت بھی نہیں، مالدار بھی نہیں اور بڑا خاندان بھی نہیں۔ ہم نے تو فلاں فلاں خاندانوں کی طرف سے آنے والے رشتوں کو مسترد کر دیا تھا۔ میاں بیوی آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔

بیٹی بھی پردے کے پیچھے کھڑی یہ سب ماجرا دیکھ اور سن رہی تھی۔ جب جلیبیب ناامید ہو کر واپس جانے لگے تو لڑکی نے معاملے کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے جھکی ہوئی نگاہوں سے والدین سے مخاطب ہو کر آہستہ سے کہنا شروع کیا: (أَتُرِیدُونَ أَن تَرُدُّوا عَلَی رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَمْرَهُ) ''کیا آپ لوگ اللہ کے رسول ﷺ کا حکم ٹالنے کے بارے میں سوچ رہے ہیں؟''

قارئین کرام! اس بچی کی سوچ فکر اور محبت رسول ﷺ کو ہزار مرتبہ داد دیجیے، کہنے لگی: (ادفعُونِی الٰی رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ) ''مجھے رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دیں جہاں چاہیں وہ اپنی مرضی سے میری شادی کر دیں۔'' (فَإِنَّهُ لَن یُضَیِّعَنِی) ''وہ مجھے ہرگز ضائع نہیں کریں گے۔''

والدین نے بھی سر جھکا دیا۔ تھوڑی دیر پہلے تک ان کے ذہن میں نہ تھا کہ وہ اس رشتہ کو قبول نہ کرنے کی صورت میں اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کو نظر انداز کرنے والے بن جائیں گے۔ وہ اپنی بیٹی کی عقل و دانش اور اس کے خوبصورت فیصلے پر راضی ہو گئے۔ مطمئن اور خوش باش جلیبیبؓ پیغام پہنچا کر واپس چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد ہی اس ذہین و فطین اور سمجھدار بچی کا والد اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! آپ کا پیغام ملا۔ آپ کا حکم، آپ کا مشورہ سر آنکھوں پر، میں راضی ہوں۔ میری بیٹی اور میرے گھر والے بھی آپؐ کے فیصلے سے راضی اور خوش ہیں۔ رحیم و رؤف نبیؐ کو بھی

اس بچی کے جذبات اور سمع وطاعت پر مبنی جواب کا علم ہو چکا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اسے ایک عظیم تحفہ عطا فرمایا۔ اپنے مبارک ہاتھوں کو بارگاہ الٰہی میں اٹھالیا اور دُعا فرمائی: (اَللّٰھُمَّ صُبَّ الْخَیْرَ عَلَیْھِمَا الْخَیْرَ صَبًّا وَ لَا تَجْعَلْ عَیْشَھُمَا کَدًّا) ''اے اللہ! ان دونوں پر خیر و برکت اور بھلائی کے دروازے کھول دے اور ان کی زندگی کو مشقت اور پریشانی سے دور رکھ۔''

اس بچی کی شادی جلیبیبؓ سے ہوگئی۔ مدینہ طیبہ میں ایک اور گھر آباد ہوگیا، وہ جلیبیبؓ جو کبھی مفلس اور قلاش تھے اللہ کے رسول ﷺ کی دعا کی برکت سے ان پر رزق کے دروازے کھل گئے۔ یہ گھرانہ بڑا مبارک اور بابرکت ثابت ہوا۔ ان کے مالی حالات بہتر ہوتے چلے گئے۔ اس گھرانے کو اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کا صلہ یہ ملا: (فَکَانَتْ مِنْ أَکْثَرِ الْأَنْصَارِ نَفَقَۃً وَ مَالًا) ''انصاری گھرانوں کی عورتوں میں سب سے خرچیلا گھرانہ اس لڑکی کا تھا۔''

قارئین کرام! یہ تھا ہمارے پیارے رسول ﷺ کا اپنے ساتھیوں سے تعلق اور واسطہ۔ آپ کا اعلیٰ اخلاق کہ کسی ادنیٰ صحابی کو بھی نظر انداز نہیں فرماتے اور اس لڑکی کیلئے آپ ﷺ کا دُعا فرمانا اس کیلئے نہایت خوبصورت تحفہ ثابت ہوا۔ دنیا میں بھی بھلائی نصیب ہوئی اور اطاعت رسولؐ کے باعث جو کچھ آخرت میں ملنے والا ہے اس کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں۔

جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی

سیدہ ام ہانیؓ کا نام فاختہ تھا، یہ سردار ابو طالب کی بیٹی اور رسول اللہ ﷺ کی چچازاد بہن تھیں۔ یہ سیدنا علیؓ، عقیلؓ، طالب اور جعفر طیارؓ کی حقیقی بہن تھیں۔ والدہ کا نام سیدہ فاطمہ بنت اسد ہاشمیہ تھا۔ مکہ میں پیدا ہوئیں۔ ہاشمی باپ اور ہاشمیہ ماں کی یہ صاحبزادی اللہ کے رسول ﷺ سے عمر میں تھوڑی ہی چھوٹی تھیں۔

قارئین کو یاد ہوگا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے دادا محترم کی وفات کے بعد اپنے چچا سردار ابو طالب کے گھر میں پرورش پائی۔ اس طرح اللہ کے رسول اور سیدہ ام ہانیؓ کا بچپن ایک ہی گھر میں گزرا۔ ام ہانیؓ کو زمانہ جاہلیت میں بھی اللہ کے رسول ﷺ سے بے حد محبت تھی۔ وہ آپؐ کا بہت زیادہ احترام کرتی تھیں۔ یہ نہایت سمجھدار، خوبرو اور غیرت مند خاتون تھیں۔ ان کی شادی بنو مخزوم کے ایک فرد ہبیرہ بن عمرو کے ساتھ ہوئی۔ ہر چند کہ انہوں نے فتح مکہ کے موقع پر ہی اسلام قبول کیا، مگر اللہ کے رسول ﷺ کا ساری زندگی

دفاع کرتی رہیں۔ بعض روایات کے مطابق آپ ﷺ معراج کی رات سیدہ ام ہانیؓ کے گھر ہی آرام فرما رہے تھے کہ آپؐ کو بیت المقدس اور آسمانوں کی سیر کروائی گئی۔

سیدنا علیؓ اور خود اللہ کے رسول ﷺ کی بھی خواہش تھی کہ سیدہ سے ان کی شادی ہو جائے مگر بوجوہ ایسا نہ ہو سکا۔ فتح مکہ کے موقع پر جب ام ہانیؓ نے اسلام قبول کیا تو ان کا خاوند ہبیرہ بھاگ کر نجران چلا گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ اپنی اس چچازاد بہن کو فتح مکہ کے روز یوں عزت واحترام دیتے ہیں کہ آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے، وہاں غسل فرمایا اور انہی کے گھر میں آٹھ رکعت نماز ادا فرمائی۔ یہ آپ ﷺ کا حسن اخلاق تھا کہ آپ اپنے عزیزوں کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔

سیدہ ام ہانیؓ کے خاوند کے دو قریبی رشتہ دار بھاگ کر ان کے پاس پہنچے اور ان سے امان طلب کی۔ یہ دونوں ایسے مجرم تھے جن کے (ڈیتھ وارنٹ) جاری ہو چکے تھے کہ ان کو ہر حال میں قتل کر دیا جائے گا۔ سیدنا علیؓ ان کا پیچھا کر رہے تھے۔ عورت کیلئے اپنے سسرالی رشتہ داروں کی بھی بڑی قدر و محبت ہوتی ہے۔ سیدہ کہنے لگیں: اللہ کے رسولؐ! میں نے اپنے دو سسرالی رشتہ داروں کو پناہ دے رکھی ہے۔ میرا حقیقی بھائی علیؓ بن ابی طالب ان کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ اللہ کے رسولؐ نے ارشاد فرمایا: (قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِيءٍ) ''ام ہانی! جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی۔''

قارئین کرام! ایک اور روایت کے مطابق جب انہوں نے اپنے دیوروں کو پناہ دی تو انہیں کمرے میں بند کر دیا۔ سیدنا علیؓ ان کو قتل کرنا چاہتے تھے، مگر اس بہادر خاتون نے ان کا دفاع کیا۔ اپنے بھائی کو روکا اور سیدہ اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اللہ کے رسول ﷺ اس وقت غسل فرما رہے تھے اور سیدہ فاطمہ نے کپڑے سے پردہ کیا ہوا تھا۔ ام ہانیؓ کہتی ہیں: میں نے سلام کیا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ کون ہے؟ میں نے عرض کی: ام ہانی بنت ابی طالب۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (مرحباً بأم ہانیء)۔

جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو آپ نے آٹھ رکعت نماز ادا فرمائی۔ سیدہ ام ہانیؓ نے عرض کی: اللہ کے رسولؐ! میں اپنے ماں جائے بھائی علی کی شکایت لے کر حاضر ہوئی ہوں: (إِنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلاً قَدْ أَجَرْتُهُ فُلَانَ بْنَ هُبَيْرَةَ، فَقَالَ ﷺ: قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِيءٍ) ''علی فلاں ابن ہبیرہ کو قتل کرنا چاہتے ہیں جسے میں نے پناہ دے رکھی ہے۔ ارشاد فرمایا: ام ہانی! فکر نہ کرو جسے تم نے پناہ دی اسے ہم

نے بھی پناہ دی۔'' یہ عزت، یہ احترام اور یہ محبت آپ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق کا نمونہ ہے۔

قارئین کرام! اللہ کے رسول ﷺ کے اعلیٰ اخلاق کا ایک اور پہلو سیدہ ام ہانی ؓ کے ذیل کے واقعہ میں بھی نظر آتا ہے۔

فتح مکہ کے بعد سیدہ ام ہانی ؓ کا خاوند نجران کی طرف بھاگ گیا تھا اور وہیں اس کی موت ہوگئی۔ سیدنا علیؓ کی بڑی خواہش تھی کہ اللہ کے رسول ﷺ ام ہانی سے نکاح کرلیں تو اللہ تعالیٰ انہیں آپ ﷺ کے ساتھ دو رشتوں سے نواز دے گا۔ وہ پہلے بھی آپ کی قریبی رشتہ دار ہیں اور دوسرا یہ کہ آپ کی زوجیت میں آجائیں گی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے سیدنا علیؓ کے مشورہ کو پسند کیا اور ام ہانی ؓ کو پیغام نکاح بھجوادیا۔ سیدہ نے اس کے جواب میں عرض کی آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں لیکن آپ کا حق بہت عظیم ہے۔ میرے بچے یتیم ہیں جن کی میں پرورش کررہی ہوں۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں آپ کی خدمت کا حق ادا کرنے لگ جاؤں تو میرے بچوں کے حقوق متاثر ہوں گے اور اگر اپنے بچوں کے حقوق ادا کرنے لگ گئی تو آپ کے حقوق کی ادائیگی میں کمی آجائے گی۔

یہاں پر بھی اللہ کے رسول ﷺ کا اعلیٰ اخلاق ملاحظہ فرمائیں۔ آپ نے سیدہ کا جواب سنا تو نہ صرف اس جواب پر خوش ہوئے بلکہ آپ نے قریشی خواتین کی تعریف فرمائی۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ارشاد فرمایا: (نِسَاءُ قُرَيْشٍ خَيْرُ نِسَاءٍ) قریش کی عورتیں تمام عورتوں سے بہتر ہیں۔'' (رَكِبْنَ الْإِبِلَ) ''اونٹ کی سواری کرلیتی ہیں۔'' (أَحْنَاهَا عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ) ''چھوٹے بچوں پر نہایت مہربان اور مشفق ہیں۔'' (وَأَرْعَاهَا عَلَى بَعْلٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ) ''اور اپنے شوہروں کا تمام امور میں بہت خیال رکھنے والی ہیں۔'' [دیکھئے، بخاری: ۳۴۳۴، مسلم ۲۵۲۷]

جامع مسجد اہل حدیث کوٹلہ آئمہ میں عظیم الشان جلسہ سیرت النبی ﷺ

مورخہ 14 اپریل بروز اتوار جامع مسجد اہل حدیث کوٹلہ آئمہ میں عظیم الشان جلسہ سیرت النبی ﷺ زیر صدارت رئیس الجامعہ منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض ڈاکٹر عاطف جواد صدر اہل حدیث یوتھ فورس جہلم نے سرانجام دیئے۔ جلسہ سے مولانا حافظ محمد اسحٰق اوکاڑوی اور مولانا قطب شاہ نے خطاب کیا۔ پروگرام کے آخر میں شرکاء کی تواضع کی گئی۔